قاضی محمد سلیمان سلمان، منصور پوری
اور اُن کی کتاب ''رحمتہ للعالمین''

حافظ محمد یسین بٹ،
ایسوسی ایٹ پروفیسر اسلامک سٹڈیز، یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، ٹیکسلا، راولپنڈی

حالات زندگی......تصانیف اور علمی سرگرمیاں:

قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری ۱۸۶۷ء میں منصور پور (سابق ریاست پٹیالہ بھارت) کے علمی اور دیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد قاضی احمد شاہ ریاست پٹیالہ میں نائب تحصیلدار تھے۔ قاضی صاحب نے عربی کی بعض کتابیں اپنے والد سے پڑھیں۔ انہوں نے ۸۵-۱۸۸۴ء میں منشی فاضل کا امتحان مہندارا کالج پٹیالہ سے پاس کیا اور پنجاب یونیورسٹی میں اوّل آئے۔ وہ ریاست پٹیالہ کے مختلف محکموں، مال، تعلیم اور دیوانی عدالت سے وابستہ رہے، آخر میں سیشن جج کے عہدے سے پینشن یاب ہوئے۔

سرکاری ملازمت کے باوجود مسلمانوں کی تعلیمی اور رفاہی سرگرمیوں میں ہمیشہ حصہ لیتے رہے۔ انہوں نے جس علاقے اور ماحول میں وقت گزارا وہاں مسلمانوں کے لیئے فلاحی کاموں میں حصہ لینا خاصا مشکل کام تھا، مسلمان ایک اقلیت تھے اور ریاست کی حکمرانی سکھوں کے ہاتھ میں تھی۔ اس کے باوجود انہوں نے دوسری بہت سی فلاحی خدمات کے علاوہ مسلم آبادی کے لیئے مسلم ہائی سکول کی بنیاد رکھی۔

انھیں برصغیر کے معروف و ممتاز عالم مورخ اور سیرت نگار سید سلیمان ندوی نے ان الفاظ

مین خراج عقیدت پیش کیا تھا۔

''مرحوم میں روشن خیالی کے ساتھ روشن ضمیری اور دماغی قابلیت کے ساتھ روحانی کیفیت ایک جا تھی، وہ علم کے مُلّا اور دل کے صوفی تھے۔ صاف ستھرے رہتے تھے، تبلیغ کے دلدادہ تھے۔ صلح پسند اور خاکسار تھے، علم کی نمائش پسند خاطر نہ تھی۔ اور ان سب سے بالاتر جو وصف تھا وہ ذاتِ پاک رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شیفتگی اور عقیدت تھی۔''(۱)

حسن سیرت کے ساتھ اللہ نے حسن صورت سے بھی نوازا تھا، بلند قامت، خوش رو، خوش لباس، وجیہ وشکیل، گھنی داڑھی، بول چال میں متانت، سنجیدگی اور نفاست، گفتگو کم کرتے، عام مجلسوں میں عموماً علمی بات کرتے۔ تخاطب میں مخاطبین کے ادب واحترام کا ہمیشہ خیال رکھتے، حفظ مراتب کو کبھی نظرانداز نہیں کرتے تھے۔ دوبار حج بیت اللہ کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔ پہلی بار حج سے واپسی پر سفر نامہ(۲) حجاز لکھا۔ دوسری بار حج کے لیئے گئے تو واپسی پر بحری جہاز میں سفر آخرت اختیار کیا آپ کی تاریخ وفات ۳۰ مئی ۱۹۳۰ء(۳) ہے۔

دینی خدمات......تصانیف:

قاضی سلیمان سلمان منصور پوری نے اپنا علمی ورثہ مختلف تصانیف کی صورت میں چھوڑا ہے۔ ان کی تصانیف میں سب سے مشہور ومقبول تصنیف رحمۃ للعالمین ہے۔

علامہ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

مرحوم نے اسلام کے فضائل میں اور تفسیر و تاریخ میں اپنے بعد اپنی متعدد یادگاریں چھوڑیں، مگر ان سب میں بہتر اور جامع ان کی تصنیف ''رحمۃ للعالمین'' ہے۔(۴)

قاضی محمد سلیمان سلمان، منصور پوری کی مطبوعہ کتابوں کی فہرست:

نام کتاب | مقام اشاعت | سن طباعت

۱۔استقامت	پٹیالہ	۱۹۲۲ء
۲۔مرزا صاحب اور نبوت	سلیمانی برادرز۔ڈیرہ غازی خان	۱۹۸۶ء
۳۔تبیان الحج	مکتبۃ السلفیہ لاہور	۱۹۷۵ء
۴۔بدرُ البدُور	مکتبۃ النذیریہ لاہور	ت۔ن
۵۔تائید الاسلام	کریمی پریس لاہور۔	۱۴۴ھ۔
۶۔برہان	سلیمانی منزل ڈیرہ غازی خان	ت۔ن
۷۔نماز مترجم	سلیمان آرٹ پریس	ت۔ن
۸۔الجمال والکمال،تفسیر سورہ یوسف	مکتبۃ الدعوۃ فیصل آباد	۱۳۸۲ھ۔۱۹۶۲ء
۹۔رحمۃ للعالمین جلد اوّل تا سوم	غلام علی اینڈ سنز لاہور۔	ت۔ن
۱۰۔شرح اسماء اللہ الحسنیٰ	سلیمان آرٹ پریس لاہور	ت۔ن
۱۱۔خطبات سلیمانی	غلام علی اینڈ سنز،لاہور۔	ت۔ن
۱۲۔الصلوۃ والسلام	سلیمان پریس لاہور۔	ت۔ن
۱۳۔تبیان الاسلام	سلیمان پریس لاہور۔	ت۔ن
۱۴۔المسح علی الجورب	غلام علی اینڈ سنز، لاہور۔	ت۔ن
۱۵۔انجیلوں میں خدا کا بیٹا	غلام علی اینڈ سنز، لاہور	ت۔ن

۱۶۔ہستی باری تعالی پر ایک دلیل	تحریر نہیں ہے۔	ت۔ن
۱۷۔ایک عرض کا جواب	تحریر نہیں ہے۔	ت۔ن
۱۸۔سبیل الرشاد	تحریر نہیں ہے۔	ت۔ن
۱۹۔مکاتیب سلیمان	تحریر نہیں ہے۔	ت۔ن
۲۰۔آئینہ تصوف	تحریر نہیں ہے۔	ت۔ن
۲۱۔تفسیر سورہ الفلق	تحریر نہیں ہے۔	ت۔ن

یہ تمام کتب جن کی فہرست پیش کی جا چکی ہے مطبوعہ ہیں، رحمتہ للعالمین جلد سوم تدوین متن کے سلسلے میں وقتاً فوقتاً یہ کتب زیر مطالعہ بھی رہی ہیں۔

مصنف کی ان کتب کے مطالعہ سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ عیسائیت اور اسلام کے تقابل کے بعد اسلام کے خصائص اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص پیش کرنا اور انجیل وقران حکیم سے شواہد و دلائل کی روشنی میں ادیان عالم میں اسلام کی حقانیت اور اسلام کے خصائص پر مہر تصدیق ثبت کرنا قاضی صاحب کی تحریر کے اہم اور مرکزی مباحث ہیں۔

ان کتب کے علاوہ بھی مختلف مقالے اور رسائل لکھے۔ مگر جو شہرت اللہ کی طرف سے اہل علم اور عامۃ المسلمین میں ''رحمتہ للعالمین'' کو حاصل ہوئی وہ ان کی کسی تصنیف کو حاصل نہ ہوسکی۔ دینی مدارس اور جامعات کے اسلامی نصابوں میں شامل ہوئی، ہر مکتب فکر کے لوگوں نے اسے سیرت النبی کے موضوع پر ایک جامع، مستند اور تحقیقی کتاب قرار دیا، اور اس کی مقبولیت میں پون صدی گزرنے کے باوجود کوئی کمی نہیں آئی۔

تاریخی پس منظر، کتاب ''رحمتہ للعالمین'':

بیسویں صدی کے آغاز کو اُردو سیرت نگاری کے حوالے سے سنہری دور کہا جاتا ہے۔ برصغیر پاک و ہند کی سرزمین علمی وفکری اعتبار سے ہمیشہ سرسبز و شاداب رہی ہے یہ خطہ ارض اگرچہ مرکز اسلام (مکہ اور مدینہ) سے مسافت کے لحاظ سے بہت دُور تھا۔ لیکن اسکے باوصف اسکو اللہ تعالیٰ نے اس خصوصیت سے نوازا ہے کہ اس میں بے شمار اہل علم پیدا ہوئے۔ لا تعداد مفکرین نے یہاں جنم لیا۔ ان گنت اولیائے کرام۔ اور مشائخ عظام نے یہاں شعور کی آنکھیں کھولیں اور بے حد و حساب مصنفین نے اس علاقے میں مختلف موضوعات سے متعلق بیش قیمت کتابیں تصنیف کیں۔ تفسیر، حدیث، فقہ، اصول حدیث، اصول فقہ، صرف ونحو۔ ادبیات، فلسفہ، حکمت، طب، سیرت و سوانح، تزکرہ رجال، تاریخ، سفر و شاعری، علم کلام، جرح و تنقید، نجوم، عروض، سیاسیات، جدلیات و مناظرات، بیان و معانی فصاحت و بلاغت، غرض ہر موضوع پر یہاں کے ارباب علم۔ اور اصحابِ تصنیف نے کتابیں لکھیں۔ ہر دور میں لکھیں اور ہر زبان میں لکھیں۔ وہ کتابیں نہایت مقبول ہوئیں اور تشنگانِ علوم نے ان کے مندرجات سے اپنی سیرابی ذہن وفکر کا سامان فراہم کیا۔

انیسویں صدی میں جب برصغیر مکمل طور پر انگریزی حکومت کی غلامی کی زنجیروں میں جکڑا گیا تو اس بہت بڑے شہر کے بطن سے یہ خیر کا پہلو نمودار ہوا کہ اس کا ہر گوشہ اصحاب علم سے بھر گیا اور لوگوں نے ہر دن میں ارتقاء کی منزلوں کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ اردو زبان بھی کھل کر میدان میں آ گئی۔ اور لوگوں نے اس کا آگے بڑھ کر استقبال کیا اور تھوڑے ہی عرصے میں اس کا دامن علم و ادب سے پر ہو گیا اور وہ اس قابل ہوگئی کہ تمام علوم وفنون کو اپنے اندر جذب کر سکے اور سب کی وضاحت وصراحت کا بحسن خوبی فریضہ ادا کر سکے۔

پھر ایک عجیب بات تھی کہ یہ برصغیر مختلف مذاہب کا گہوارہ اور بہت سی تہذیبوں اور ثقافتوں کا مسکن تھا۔ اس میں ہندو بھی آباد تھے اور ان کی بہت سی شاخیں تھیں۔ جو متعدد معاملات

میں الگ الگ افکار کی حامل تھیں۔ اچھوت بھی اپنا ایک وسیع حلقہ رکھتے تھے اور انہیں اپنی رسوم و عقائد سے بے حد پیار تھا۔ پھر عیسائی اور پارسی بھی اس ملک سے وابستہ تھے یہودیوں نے بھی اس میں ڈیرے جمائے ہوئے تھے۔ سکھ بھی اپنا جھنڈا لے کر مختلف مذاہب کی صف میں آ کھڑے ہوئے تھے۔ دراصل برصغیر میں تمام مذہبوں کے درمیان مقابلے کا دور تھا ہر مذہب کے لوگ عام طور پر دوسرے مذہب کو ہدف تنقید ٹھہراتے اور اپنے مذہب کی حقانیت ثابت کرتے۔

عیسائی اور آریہ بالخصوص اسلام کو نشانہ نقد و جرح بناتے تھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس و اطہر پر وہ خاص طور سے اعتراضات کرتے تھے۔ اُردو، ہندی اور انگریزی کی کتنی ہی ایسی کتابیں ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نہایت رکیک حملے کئے گئے تھے۔

اُس دور میں علمائے دین نے آنحضرت کی سیرت طیبہ کے موضوع پر بہت سی کتابیں تصنیف کیں اور اپنے اپنے اسلوب میں خوب کام کیا۔ یہ کتابیں اب حوالے کے طور پر استعمال کی جاتی ہیں۔ اور لوگ اُن سے بے حد استفادہ کرتے ہیں۔ سیرت پیغمبر کے سلسلے میں یہ عظیم الشان خدمت تھی جو اُن علمائے کرام اور اصحاب تصنیف نے سرانجام دی۔

سیرت کی کتابوں کی طویل فہرست پر نظر ڈالیں تو ان میں ایک کتاب ''رحمتہ للعالمین'' نمایاں دکھائی دیتی ہے۔ جو بڑی وقیع، بڑی اہم اور نہایت شاندار کتاب ہے۔

مصنف اپنے وقت کے بہت بڑے عادل و منصف، عالم و فاضل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم و عمل کی دولت سے سرفراز فرمایا تھا اُن کی شخصیت مختلف خوبیوں کی حامل تھی۔ ان کے اوصاف گونا گوں اور تدین و تقویٰ کی بنا پر سب لوگ ان کا انتہائی احترام کرتے تھے سکھ، ہندو اور مسلمان تمام مذاہب کے علماء و عوام ان کو لائق تکریم گردانتے تھے۔ قاضی صاحب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے انتہائی محبت تھی جیسا کہ مصنف کا اپنا بیان ہے کہ وہ اس موضوع پر تین قسم کی کتابیں لکھنا چاہتے تھے۔

۱۔ مختصر ۲۔ متوسط ۳۔ مطوّل

مختصر کتاب کا نام انہوں نے مہرِ نبوت (۵) رکھا۔ یہ کتاب مختصر ہونے کے باوجود اپنے موضوع کی بڑی جامع کتاب ہے۔

متوسط درجے کی کتاب انہوں نے ''رحمۃ للعالمین'' کے دل کش اور محبت بھرے نام سے تصنیف کی جو تین جلدوں پر محیط ہے۔ کتاب کے مطوّل و مفصل لکھنے کا منصوبہ ان کے دل ہی میں رہا اور قبل اس کے کہ وہ اس عظیم کام کا آغاز فرماتے اللہ کو پیارے ہوگئے بلکہ ''رحمۃ للعالمین'' کی تیسری جلد بھی ان کی وفات کے بعد طباعت و اشاعت کے مراحل سے گزری۔

''رحمۃ للعالمین'' کتاب کا نام قرآن مجید کی آیت کریمہ ''وَمَا اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ'' سے اخذ کیا گیا ہے۔ یہ وہ آیت ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے پیغمبر ہم نے تمام جہانوں کے لیے تم کو پیکر رحمت و شفقت بنا کر دنیا میں بھیجا ہے۔

سیرت کی کتاب ''الرّحیقُ المختوم'' جو کہ عربی اور اُردو دونوں زبانوں میں ہے کا نام بھی قرآن حکیم سے اخذ کیا گیا ہے۔

کتاب ''رحمۃ للعالمین'' کے مرکزی مباحث، عمومی جائزہ:

قاضی سلیمان، منصور پوری نے جس دور میں کتاب رحمۃ للعالمین لکھی تھی وہ بیسویں صدی کے آغاز کا دور ہے۔ اس دور کو بجا طور پر اُرو زبان میں سیرت نگاری کا سنہری دور کہا جاتا ہے۔ مصنف نے اسلام اور عیسائیت کا تقابل پیش کرکے بالآخر اسلام کی حقانیت کو آشکارا کیا ہے۔ بالخصوص بائبل اور قرآن حکیم کے مضامین کا موازنہ کرکے قرآن حکیم کی عظمت و فوقیت دلائل کی روشنی میں پیش کی ہے۔ اسلام پر عیسائی پادریوں کے اعتراضات کے جوابات مدلل اور مثبت پیرائے

میں دیئے گئے ہیں۔

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یوں تو اُس دور میں اور کتابیں بھی لکھی گئیں جیسے سر سید احمد خان کی کتاب خطبات احمدیہ علامہ شبلی نعمانی کی کتاب سیرۃ النبی مولانا ادریس کاندھلوی کی کتاب ''سیرۃ المصطفی''

رحمتہ للعالمین کے مصنف نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ومنقبت میں قرآن و حدیث کے علاوہ عرب کے اشعار بھی لکھے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نمایاں صفت ''رحمتہ للعالمین'' کو آیات قرآنیہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ آپؐ کی ذات مبارکہ سارے جہانوں، سارے ملکوں اور ساری قوموں کے لیے باعث رحمت ہے۔

مصنف نے خصائص النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق جلد سوم میں مستقل ایک باب تحریر کیا ہے۔ کتب سیرت میں اس باب کی وجہ سے رحمتہ للعالمین کو انفرادیت اور امتیاز حاصل ہے۔

''رحمتہ للعالمین کا امتیاز اور انفرادیت''

اگرچہ سیرۃ النبی اور سیرۃ المصطفیٰ بلند پایہ تصانیف ہیں۔ لیکن مندرجہ ذیل مباحث کی وجہ سے رحمتہ للعالمین ان دونوں کتب میں انفرادیت رکھتی ہے۔

۱۔ عیسائیت کے ردّ میں رحمتہ للعالمین کے مصنف نے اسلام اور عیسائیت کا تقابل کر کے بالآخر اسلام کی حقانیت مثبت انداز میں بیان کی ہے۔

۲۔ پیغمبر اسلام کی عظمت دیگر انبیاء علیہم السلام پر ثابت کرنے کے لیے مصنف نے حضور اکرمؐ کی شخصیت کا تقابل (خوبیوں کے لحاظ سے) دیگر انبیاء علیہم السلام سے الگ الگ کیا ہے۔ اور بالآخر نبی آخر الزماںؐ کی افضلیت ثابت کی ہے۔

۳۔ ''رحمتہ للعالمین'' کا نام قرآن حکیم سے لیا گیا ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس

خصوصیت کو دلائل و براہین کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے جس سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمتہ للعالمینی نمایاں ہوئی ہے۔

الخصائص جو کہ سیرت کی ایک صنف ہے۔ رحمتہ للعالمین کی جلد سوم جن تین ابواب پر مشتمل ہے وہ خصائص النبی، خصائص القرآن اور خصائص الاسلام ہیں۔

ان ابواب کے اضافے سے رحمتہ للعالمین کو سیرۃ المصطفیٰ اور سیرۃ النبی پر انفرادیت حاصل ہے۔ کیونکہ رحمتہ للعالمین کی ہم عصر کتابوں میں خصائص النبی جیسے اہم باب کو شامل نہیں کیا گیا ہے۔ حالانکہ سیرت کی قدیم کتابوں میں خصائص النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نمایاں طور پر بیان کیا گیا ہے۔ جیسے جلال الدین سیوطیؒ کی الخصائص الکبریٰ، قاضی عیاض کی الشفاء، وغیرہ۔

۵۔ بائیبل سے ہر جگہ استناد کر کے اہل کتاب پر حجت قائم کی گئی ہے۔

۶۔ تحقیق کا یہ عالم ہے کہ غزوہ اُحد میں جس انصاری خاتون کے چار اعزا (شوہر، فرزند، باپ اور بھائی) شہید ہوئے اور اُس نے کوئی پروا نہ کی، اس کا نام تلاش کرنے کے لیے انصار کے تمام انساب کو چھان مارا اور بالآخر اس خاتون کا نام ''ہند'' تلاش کر ہی لیا۔ قاضی سلیمان منصور پوری سے پہلے ارباب تاریخ وسیر نے اس خاتون کا نام کہیں درج نہیں کیا تھا۔

۷۔ قاضی صاحب جب بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کوئی واقعہ لکھتے ہیں تو اس کی تائید کے لیئے ویسا ہی حوالہ بائیبل سے ڈھونڈ نکالتے ہیں مثلاً رحمتہ للعالمین کے پہلے باب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے بارے میں لکھتے ہیں۔ ''دادا نے آنحضرت کا نام محمدؐ اور ماں نے خواب میں ایک فرشتے سے بشارت پا کر احمد رکھا تھا'' اور فٹ نوٹ میں واضح کرتے ہیں کہ سیدہ آمنہ بی بی کو نام رکھنے کی بشارت کی معرفت ایسے ہی ملی تھی جیسے فرشتے کی بشارت سے ہاجرہ بی بی نے اسمٰعیل کا نام (پیدائش ۱۶/۱۱) اور مریم نے یسوع کا نام (لوقا باب اوّل۔ ۳۵) رکھا تھا۔ (۱۲)

مختصر یہ کہ رحمتہ للعالمین بیسویں صدی کے آغاز میں لکھی جانے والی کتب سیرت میں اہم مقام کی حامل ہے۔ بالخصوص دو اہم کتب جن کا مختصر تقابلی جائزہ بھی پیش کیا جاچکا ہے۔ رحمتہ للعالمین کی ہم عصر کتب ہیں بلاشبہ قاضی سلیمان منصور پوری کی کتاب رحمتہ للعالمین اپنی بعض خصوصیات کی بنا پر انفرادیت کی حامل ہے اور اردو کے سیرت لٹریچر میں ایک جامع کتاب اور مستند کتاب کا درجہ رکھتی ہے۔

کتب سیرت میں رحمتہ للعالمین کا مقام:

اس موقعہ پر یہ بات ضروری ہے کہ زیر تبصرہ و تجزیہ کتاب کا اُس دور کی کم از کم دو ایسی کتابوں سے موازنہ کیا جائے۔ میں نے علامہ شبلی نعمانی کی سیرۃ النبی اور مولانا ادریس کاندھلوی کی سیرت المصطفیٰ کا انتخاب کیا ہے۔

اس سے قبل کہ سیرۃ النبی اور سیرۃ المصطفیٰ کا مختصر تقابل پیش کیا جائے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ علامہ شبلی نعمانی نے اپنی کتاب لکھنے کی جو غرض و غایت بیان کی ہے۔ وہ بھی لکھی جائے۔

اس سے نفوس انسانی کے اخلاق و تربیت کی اصلاح و تکمیل کی جائے اور اس کا سب سے زیادہ عملی طریقہ یہ ہے کہ فضائل اخلاق کا ایک پیکر مجسم سامنے آجائے جو خود ہمہ تن آئینہ ہو، اس لحاظ سے آنحضرت کی ذات پاک یقیناً تمام فضائل اخلاق کا مجموعہ ہے۔ اور آپ کی ہستی کو جامعیت کبریٰ کا درجہ حاصل ہے۔ جبکہ حضرت مسیح، حضرت موسیٰ اور حضرت نوح، فضائل اخلاق کی کسی ایک صنف کے نمونے تھے۔ اسی لیئے آنحضرت کی سیرت تمام ضروریات دینی و دنیوی میں اور تمام تمدنی، انفرادی اور اجتماعی مسائل میں ذریعہ تربیت بن سکتی ہے۔

علامہ شبلی نعمانی کہتے ہیں کہ:

''صرف ہم مسلمانوں کو نہیں بلکہ تمام عالم کو اس وجود مقدس کی سوانح عمری کی ضرورت

ہے جس کا نام مبارک محمد رسول اللہؐ ہے یہ ضرورت صرف اسلامی یا مذہبی ضرورت نہیں، بلکہ تمدنی ضرورت ہے اور مختصر یہ کہ مجموعہ ضروریات دینی و دنیوی ہے۔"(۶)

سیرت المصطفیٰؐ کے مصنف کتاب لکھنے کی غرض و غایت یہ بتاتے ہیں اس دور میں اگرچہ سیرت نبوی پر چھوٹی اور بڑی بہت سی کتابیں لکھی گئیں اور لکھی جارہی ہیں لیکن ان کے مولفین اور مصنفین زیادہ تر فلسفہ جدیدہ اور یورپ کے فلاسفروں سے اس قدر مرعوب اور خوفزدہ ہیں کہ یہ چاہتے ہیں کہ آیات و احادیث کو توڑ موڑ کر کسی طرح فلسفہ اور سائنس کے مطابق کردیں اور انگریزی تعلیم یافتہ نوجوانوں کو یہ باور کرا دیں کہ عیاذاً باللہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قول فعل مغربی تہذیب وتمدن اور موجودہ فلسفہ اور سائنس کے خلاف نہ تھا۔(۷)

علامہ شبلی نعمانی کی سیرۃ النبیؐ کو بہت سے اہل علم نے اپنے موضوع پر ایک مکمل اور جامع کتاب قرار دیا ہے۔ ڈاکٹر سید عبداللہ جامعیت کو اس کا بنیادی وصف قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اردو میں اس موضوع پر لکھی جانے والی کوئی کتاب اس کی ہم سر نہیں ہے۔(۸)

ڈاکٹر سید عبداللہ نے سیرۃ النبیؐ کے بعض کمزور پہلوؤں کی بھی نشان دہی کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

سب سے پہلے تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ اپنے بار بار کے دعوے کے باوجود بہت سے مقامات پر شبلی کی رائے معذرت خواہانہ اور مدافعانہ ہے شبلی نے مورخین یورپ کے اعتراضات سے دب کر آنحضرتؐ کے غزوات کے سلسلے میں ضرورت سے کچھ بہت زیادہ معذرت کا لہجہ اختیار کیا ہے۔ اسی طرح غلامی اور تعدد ازدواج کے مسئلے کے تجزیئے میں بہت کچھ دبے دبے نظر آتے ہیں اور ہر چند کہ وہ پیغمبر کی سوانح عمری لکھ رہے ہیں۔ بار بار مغربی نقادوں کی اس رائے سے مرعوب ہو کر چلتے ہیں کہ حضور کا ہر قول وفعل عام بشریت کے مطابق تھا، حالانکہ حضورؐ عام بشر نہ تھے، خاص بشر تھے، کتاب کا وہ حصہ بھی قدرے تحقیق طلب ہے جس کا تعلق غزوات کے جغرافیے سے ہے۔ شبلی کے لیے یہ ممکن نہ ہوا کہ وہ ان مقامات کو خود مشاہدہ کرتے جہاں جنگیں ہوئیں۔ بعد کے مصنفین

ڈاکٹر حمید اللہ، بریگیڈیئر گلزار احمد اور قدرے ہیکل نے تلافی کی کوشش کی ہے اور غزوات وسرایا کے محل وقوع کے تعین کا اہتمام کیا ہے۔(۹)

سیرۃ المصطفیٰ کے مؤلف نے مقدمہ لکھا ہے جس میں یہ کہا۔

ایک مسلمان اور مومن کے لیئے اپنا جاننا ضروری نہیں جتنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جاننا ضروری ہے جو شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں جانتا وہ اپنے ایمان اور اسلام کو کیسے جان سکتا ہے۔ مومن اپنے وجود ایمانی میں سراسر وجود پیغمبر کا محتاج ہے۔(۱۰)

سیرۃ المصطفیٰ اگرچہ اردو زبان میں ہے اور اردو میں سیرت کی جو کتابیں لکھی گئیں ہیں ان کا اسلوب اور اندازِ بیان عربی میں لکھی جانے والی کتب سیرت سے بہت مختلف ہے۔ زیرہ تبصرہ کتاب میں ہم دیکھتے ہیں کہ اس کا اندازِ بیان اور بطورِ خاص طرز استدلال تقریباً وہی ہے۔ جو عربی میں لکھی جانے والی اُمہات کتب سیرت کا ہے خود مصنف کا دعویٰ ہے کہ اس نے اپنی کتاب میں محدثین حضرات کے اصول اور طرز استدلال سے سرتابی نہیں کی۔(۱۱)

مصنف نے اپنی کتاب کا بنیادی ماخذ حدیث کو قرار دیا ہے اور کوشش کی ہے کہ سیرت کا تمام تر ذخیرہ حدیث نبوی سے حاصل کیا جائے۔اس لیئے اس اعتراض کا بھی جواب دیا ہے کہ کیا سارا ذخیرہ حدیث معتبر بنے یا اس میں چھان پھٹک کی ضرورت ہے۔''سیرت المصطفیٰ'' میں کتب احادیث وسیر کے کم و بیش سارے قابل ذکر سرمایہ سے استفادہ کیا گیا ہے۔ حواشی میں بے شمار کتابوں کے نام درج ہیں جن سے مصنف کی وسعتِ معلومات اور کثرت مطالعہ کا ثبوت ملتا ہے۔

جائزہ:۔

- قاضی سلیمان منصور پوری کی کتاب رحمتہ للعالمین اور مولانا محمد ادریس کاندھلوی کی کتاب سیرۃ المصطفیٰ میں زیادہ مماثلت پائی جاتی ہے۔

- مماثلت کی وجہ یہ ہے کہ دونوں کتابوں کی بنیاد حدیث و روایت پر ہے۔
- قدیم عربی کتب سیرت سے اِن دونوں کا اسلوب ملتا جلتا ہے۔
- مخالفین اسلام کے مقابل کسی مرحلے پر معذرت خواہانہ رویہ نہیں اپنایا۔
- دونوں سیرت نگاروں نے جہاد اور معجزات پر قرآن و حدیث کی روشنی میں بحث کی ہے۔
- ایک قدر مشترک یہ بھی کہ حافظ ابن قیم، علامہ زرقانی، ابن ہشام اور قاضی عیاض کی الشفاء۔ کے حوالے جا بجا ملتے ہیں۔
- مستشرقین کے کسی اعتراض سے مرعوب ہو کر کسی اسلامی حکم میں تاویل کی کوشش نہیں کی۔

مصادر و مراجع

۱۔ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری، رحمتہ للعالمین جلد سوم، ص۸۔ غلام علی اینڈ سنز۔ لاہور۔ ت۔ن

۲۔ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری، سفر نامہ حجاز، سلمان آرٹ پریس۔ لاہور۔ ۱۹۸۶ء۔

۳۔ اُردو دائرہ معارف اسلامیہ۔ لاہور۔ دانش گاہ پنجاب۔ جلد۔۱۹ص ۴۳۵ (۱۹۸۶ء)

۴۔ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری، رحمتہ للعالمین جلد سوم ص۱۔۸

۵۔ محمد سلیمان سلمان منصور پوری۔ قاضی رحمتہ للعالمین۔ جلد اول، ص۲۱۔

۶۔ شبلی نعمانی۔ سیرۃ النبی۔ جلد اول۔ص۷، نظامی پریس۔ لاہور۔

۷۔ محمد ادریس کاندھلوی۔ سیرۃ المصطفیٰ جلد اول، ص۹، مکتبہ عثمانیہ لاہور۔

۸۔ انور محمود خالد۔ ڈاکٹر اردو نثر میں سیرت رسول (ص۵۸۸) اقبال اکیڈمی۔ لاہور۔

۹۔ انور محمود خالد۔ ڈاکٹر۔ اُردو نثر میں سیرت رسول (ص۵۹۲) اقبال اکیڈمی۔ لاہور۔

۱۰۔ محمد ادریس کاندھلوی۔ سیرۃ المصطفیٰ۔ جلد اوّل۔ص۱۔

۱۱۔ محمد ادریس کاندھلوی۔ سیرۃ المصطفیٰ۔ جلد اوّل۔ص۱۔

۱۲۔ محمد سلیمان سلمان منصور پوری۔ رحمتہ للعالمین جلد اول ص۳۹۔ غلام علی اینڈ سنز۔ لاہور۔